مرکز مجلس صیانۃ المسلمین
میں علماء کرام کا فکری اجتماع
زیر نگرانی مولانا بلال اشرف حفظہ اللہ
از قلم مولانا محمود الرشید حدوٹی
امیر جمعیت تحفظ اسلام پاکستان
اِدارہ آبِ حیات ٹرسٹ لاہور
غوث گارڈن 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
رابطہ نمبرز 0300-9458876

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

برادرم مولانا بلال اشرف صاحب حفظہ اللہ ناظم عمومی مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کواللہ تعالیٰ نے اس لحاظ سے بڑاسعادت مند بنایا ہے کہ ان کے پہلو میں درد مند دل رکھا ہے،وہ حساس طبیعت واقع ہوئے ہیں،کسی نہ کسی موقع پر علماء کرام کو جمع کر لیتے ہیں اور کوئی فکر مندی کی بات کہہ کہلوالیتے ہیں،اقتضائے حال کے مطابق بہترین محافل کاانعقاد کرتے ہیں اور فکر دلاتے ہیں۔

اسلامی مہینوں کے مختلف ایام میں ہونے والے اہم ترین واقعات کو یاد رکھنے کے لیے وہ پروگراموں کاانعقاد کرتے رہتے ہیں،علماء کی توجہ حساس معاملات کی جانب مبذول کرواتے رہتے ہیں، یہ فکر مندی،درد مندی اور بہی خواہی کسی عالم کی شایان شان ہی ہوسکتی ہے۔

رواں سال کے محرم الحرام میں صحابہ کرام کودشناما گیا،ان پر باجماعت تبرا بازی کی گئی، مختلف ذاکروں نے اپنے دلوں کے چھپے ہوئے بغض وعداوت کو ظاہر کیا، منہ میں جو آیاوہ کہا اور جو دلوں میں مستور ہے وہ بیان کیے گئے سے کہیں بڑھ کر ہے، پھر ندامت، شرمندگی اور شرمساری کی بجائے حجت بازی،ہلڑ بازی، شرانگیزی کو ہوا دی جاتی ہے،اور تسلسل سے دی جارہی ہے، جلتی پر پیٹرول چھڑکا جارہاہے۔

وطن عزیز پاکستان میں فرقہ واریت کی سلگتی آگ کو ہوادینے کی ناپاک کوشش وقفے وقفے سے کی جاتی ہے اور ملک میں افراتفری پھیلانے کے بعد کچھ دیر کے لیے معاملہ ٹھنڈاہو جاتاہے، پھراچانک ہی شعلہ فرقہ واریت بھڑک اٹھتاہے۔

اس تبرابازی اور دشنام طرازی کے خلاف پاکستان میں اہل سنت والجماعت کے تینوں مسالک دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث نے صدائے احتجاج بلند کی، سینٹ میں علامہ عبدالغفور حیدری جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان اور مولانا عطاء الرحمان صاحب برادر مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے صدائے احتجاج بلند کی، قومی اسمبلی میں مولانا اسعد محمود صاحب نے آواز اٹھائی، وزیر اعظم پاکستان عمران خان نے اپنے ٹویٹر پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

ملک بھر میں احتجاج کا ایک سلسلہ شروع ہوا، کراچی میں شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب، مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید اور دوسرے علماء کرام کی باہمی مشاورت سے سنی محاذ وجود میں آیا، جس کے زیر اہتمام کراچی کی تاریخ کا قابل رشک اجتماع اہل سنت علماء دیوبند نے اسی مقام پر کیا جہاں دشمنان صحابہ کرام نے ۱۰ محرم الحرام کے ماتمی جلوس میں شدید تبرابازی کی تھی، یہ اجتماع انسانی سمندر تھا، اس میں علماء کرام نے صحابہ کرام کی عظمت ہی بیان نہیں کی حکمرانوں کو بھی اس شرانگیزی کو روکنے کی طرف متوجہ کیا۔

پھر اگلے دن اہل سنت بریلوی ،اس سے اگلے دن اہل حدیث نے بھرپور اجتماعات کیے، اگرچہ یہ اجتماعات ایک ہی اسٹیج پر ہونے چاہییں تھے مگر اس لحاظ سے الگ الگ ہونے بہتر تھے تاکہ دشمنان صحابہ کرام کو پتا چل جائے کہ پہلے اگر ہماری ہفوات، مغلظات، کفریات، ہرزہ سرائیوں کے خلاف دیوبندی میدان میں تھے تو اب ہماری شرانگیزی کے باعث تینوں مسالک میں شدید غم وغصہ پایا گیا ہے۔

پھر اسلام آباد، ملتان، مانسہرہ اور ملک کے دیگر شہروں میں صحابہ کرام کے خلاف ہونے والی اس دشنام طرازی، ہرزہ سرائی اور تبرابازی کے خلاف احتجاج کیا گیا۔

کراچی، ملتان اور اسلام آباد کے اجتماعات کاانعقاد ایوانہائے اقتدار اور دشمنان صحابہ کے محلات کو لرزانے کے لیے کافی تھے، بیداری کی ایک لہر پیدا ہوئی، جس پر ایک منظم سازش کے تحت مولاناڈاکٹر عادل خان صاحب کو راستے سے ہٹادیا گیا، انہیں اس وقت شہید کیا گیا جب وہ شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب سے ایک اہم میٹنگ کرنے کے بعد اپنے گھر کی سمت رواں دواں تھے۔

مولاناعادل خان شہید شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب بانی جامعہ فاروقیہ کراچی کے بیٹے تھے، اپنے والد کے انتقال کے بعد مسند اہتمام انہی کے پاس تھی، ناموس صحابہ کرام کے لیے اس وقت کھل کر میدان میں آئے جب کراچی کی شاہراہ پر صحابہ کرام خصوصاسیدناامیر معاویہؓ اور سیدناابوسفیانؓ پر باجماعت تبرا بازی کی گئی، اس پر انہوں نے کراچی کے علماء کو ایک اسٹیج پر جمع کیا اور اس شر انگیزی کے خلاف منظم جدوجہد کا آغاز کیا۔

مولاناعادل خان شہید کی شہادت کے بعد مختلف مقامات پر ان کی یاد میں تعزیتی سیمینار منعقد کیے گئے، ان کی بلندی درجات کی دعائیں کی گئیں، ان کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا، ان کے تذکروں کو زندہ کرنے کے لیے اجتماعات منعقد کیے گئے، مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے مرکزی دفتر واقع سندر میں مولانا بلال اشرف صاحب نے بھی مولانا عادل خان شہید کی یاد اور صحابہ کرام واہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب کے سلسلہ میں علاقہ بھر کے علماء کرام کو یکجا کیا، ان میں بندہ راقم الحروف سمیت بہت سے حضرات نے شرکت کی، ان میں سے میرے سمیت چند لوگوں نے اظہار خیال بھی کیا، جو اس وقت آپ کی خدمت میں مولانا بلال اشرف صاحب کے شکریہ اور تعاون سے پیش کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

خادم اسلام، **محمود الرشید حدوٹی**، ۱۹ اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز پیر

حضرت مولانا بلال اشرف صاحب اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو قبول فرمائے، دل سے دعا ہے کہ جو اجتماع ہم کر رہے ہیں حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے، یہ مرحوم کا حق بھی ہے، ہماری ذمہ داری بھی ہے، ہمیں ہمیشہ ہمیش ان کے لیے دعائیں اور ایصال ثواب کرنا چاہیے، میں بھی دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت و بخشش فرمائے، پسماندگان کو صبر جزیل اور سکون نصیب فرمائے۔

## مولانا محمد القدوس خبیب رومی صاحب
## صدر جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا

ہمارے حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب کے والد محترم مولانا سلیم اللہ خان صاحب میرے والد گرامی مولانا عبد القدوس صاحب رومی کے دار العلوم دیوبند میں ہم سبق رہے، اس بناء پر مجھے حضرت ڈاکٹر صاحب سے دہرا تعلق اور خاص انس محسوس ہوتا تھا، اس وقت ان کا اچانک حادثہ شہادت سن کر طبیعت پر خاص اثر ہوا، اور واقعہ یہ ہے کہ اس وقت ان کی اچانک شہادت کا واقعہ اہل تعلق کے لیے بڑا امتحان اور آزمائش کا ہے، مگر دین حق سے وابستہ اہل سنت وجماعت کے افراد کو عموماً اور اہل علم و عمل کو خصوصاً ایسے موقع پر حق سے وابستگی، سنت

وشریعت کااہتمام ،اوراپنے اہل حق ،اہل سنت، پابند شریعت، کے فکر و عمل سے وابستگی، کاخاص لحاظ رکھنا، ازبس لازم اور ضروری ہے، اور یہی دنیااورآخرت کی کامیابی اور کامرانی کاذریعہ ہوگا، ان شاءاللہ،

ہمارے حضرت حکیم الامت، مجدد الملت، محی السنہ، حضرت مولانا تھانوی نوراللہ مرقدہ ہر کام میں طبیعت کو عقل کے اور عقل کو شریعت کے تابع اور ماتحت رکھنے کی خاص ہدایت فرمایا کرتے تھے، اسی کو ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ نے نظم فرمادیا تھا، کہ

رکھ نظر میں ہمیشہ دو باتیں　　اے دوعالم کی خیر کے طالب
طبع غالب نہ ہو عقل پر کبھی　　اور نہ ہو عقل شرع پر غالب

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر کام میں نیت صحیحہ اور طریقہ صحیحہ کااہتمام والتزام نصیب فرمائے، تبھی نتیجہ بھی صحیح ہوگا، ہمارے بزرگوں کاارشاد ہے کہ نیت صحیح ہوتی ہے اخلاص سے اور طریقہ درست ہوتاہے علم صحیح اور فہم سلیم کی روشنی میں کام کرنے سے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر موقع پر علم صحیح اور فہم سلیم کی روشنی میں عمل مستقیم و مقبول اختیار کرنے کی توفیق وہمت واستقامت نصیب فرمائے۔

مولانا سید نظیر الحسن تھانوی مدظلہ
صدر مجلس صیانۃ المسلمین آسٹریلیا

محترم صدر مجلس، حضرات علماء کرام ،مؤقراساتذہ کرام ،بزرگان محترم، برادران عزیز، اور عزیز طلبائے مدرسہ، یہ حقیر سید نظیر الحسن تھانوی بن عارف باللہ حضرت مولانا سید نجم الحسن صاحب تھانوی قدس سرہ سڈنی آسٹریلیا سے آپ سب حضرات کاشکر گزار ہے کہ آپ نے اس ناچیز طالب علم کو ان تمام اکابرین کے سامنے

اپنے قلبی کیفیت اور صدمے کے اظہار کا موقع عنایت فرمایا، جو حضرت العلام شہید مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب قدس سرہ بن استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان مرحوم ومغفور کی شہادت سے پیدا ہوا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ امت مسلمہ پر جب بھی کوئی ایسا وقت آیا کہ ناموس رسالت عظمیٰ ﷺ اور شان اہل بیت وصحابہ کی عفت وعظمت کو تار تار کرنے کی کوشش کی گئی، تو علماء حق نے اور علماء وقت نے، نہ صرف یہ کہ ان دشمنان دین کے سامنے کلمہ حق بلند کیا بلکہ اپنی جان کے نذرانے پیش کر کے ان حضرات کی، ان معصومین کی عصمت کی حفاظت کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ آج ناموس رسالت مآب اور صحابہ کرام پر ایک مستقل عنوان اور مبہم سے منظم حملے ہو رہے ہیں، اور ان فساق وفجار کی گستاخ زبانیں اور قلم ایک عرصہ سے اپنے خبث باطن کا اظہار کر رہے ہیں۔

لیکن میری آپ سب حضرات سے عاجزانہ اور مؤدبانہ یہی گزارش ہے کہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، اتحاد ویگانگت کے سائے میں ایک معتدل اور منظم طریقہ کار اختیار فرمائیں، جو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کا مصداق ہو، اور ان سازشی ٹولوں کے ساتھ ساتھ حکومتی ادارے بھی اس بات پر مجبور ہو جائیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ مجرمین کو عبرت ناک سزائیں دلوائیں بلکہ آئندہ کسی کو ایسا اہانت آمیز عمل کرنے کی جرأت نہ ہو۔

بندہ کے حضرت مولانا عادل خان صاحبؒ سے بہت پرانے تعلقات تھے، جب وہ اپنے والد ماجد مرحوم کے ساتھ کبھی کبھی حضرت والد صاحب مرحوم کے ساتھ ملاقات کے لیے اور مجلس صیانۃ المسلمین کے اجتماعات منعقدہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں شرکت کے لیے تشریف لاتے تھے، احقر کے آسٹریلیا آنے کے بعد

ڈاکٹر صاحب دو مرتبہ سڈنی بھی تشریف لائے،اور تشنگان علم کی علمی تشنگی اور پیاس کماحقہ بجھائی،ان کا مقام علمی اور روحانی معروف ہے،اور کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مرحوم کے وصال کے بعد ڈاکٹر صاحب کا وجود مسعود جامعہ فاروقیہ کے لیے ایک شبنمی صباء کا جھونکا تھا،اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو جاری رکھے،ان کے درجات کو بلند فرمائے،اوران تمام عظیم علمی اورادبی اور روحانی ہستیوں کے نقصان سے اس امت کی حفاظت فرمائے،ان حضرات کے فیض سے نہ صرف ہم سب کو بلکہ تمام امت مرحومہ کو فائدہ جلیلہ عطافرمائے۔

## حضرت مولانا بلال اشرف صاحب

### ناظم عمومی مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

میں اپنے علاقہ کے تمام علماء کرام کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس ناچیز کی ادنی سی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس پروگرام کو رونق بخشی اور ہمارا حوصلہ بڑھایا، میں مولانا فضل الرحیم صاحب رئیس جامعہ اشرفیہ وصدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان، مولانا مجد القدوس مدیر جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور، مولانا سید نظیر الحسن صدر مجلس صیانۃ المسلمین سڈنی آسٹریلیا کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس محفل کو رونق بخشی اور اپنا قیمتی بیان ریکارڈ کروایا، جسے سامعین کے سامنے علماء کے اجتماع میں پیش کیا گیا،ان بیانات سے ہمارے حوصلے بلند ہوئے، اسی طرح اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر علماء کرام کی ایک بڑی تعداد یہاں پہنچی میں ان کا بھی فرداً فرداً شکریہ ادا کرتا ہوں،اللہ تعالیٰ سب کی آمد کو قبول ومنظور فرمائے،سب کو جزائے خیر عطافرمائے،اور سب کو نیکی کے کاموں میں شرکت کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین یارب العالمین

## حضرت مولانا پیر کلیم اللہ جمیل صاحب

میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو! جیسا کہ موضوع ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور اہل بیت کی شان، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کیا کہنے وہ ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا تھے، پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام سے دل وجان سے محبت کرنے والے تھے، قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے والے تھے، استاذ جی مولانا محمد حسن صاحب سے سنا ہوا ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا سے رخصت ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب لوگوں نے بیعت کرلی، تو تیسرے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، اور پوچھا کہ بیٹی! کوئی ایسی چیز جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر موجود تھی وہ میرے اندر موجود نہ ہو، کوئی سنت چھوٹی ہوئی ہو، جس پر عمل نہ ہو، وہ آج مجھے بتادیجیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اباجان سے کہا، اباجان! جو چیز میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر دیکھی وہی چیز آپ کے اندر ہے، آپ ہر سنت پر عمل پیرا ہیں، ایک چیز جو میں نے عجیب دیکھی وہ میں آپ کو بتادیتی ہوں، وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے کھانا بنوایا کرتے تھے، اور ان دو پہاڑوں کے بیچ میں وادی میں چلے جاتے تھے، مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آپ کس کے لیے کھانا لے کر جاتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے، آج آپ مجھے کھانا بنا کر دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں میں بھی اسی طرح کھانا لے کر جاتا ہوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھانا بنا کر دیا، حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا لیا اور پہاڑ کے اس طرف چلنا شروع کر دیا، اور راستے میں سوچتے جارہے ہیں کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرف کھانا کس کے لیے لاتے ہوں گے ؟

سوچتے بھی جارہے ہیں اور چلتے بھی جارہے ہیں، آگے پہنچے، وادی ختم ہو گئی، اِدھر بھی پہاڑ، اُدھر بھی پہاڑ، درمیان میں بیٹھ کر سوچ رہے ہیں، اِدھر کسی کی پریشانی کی آواز آرہی تھی، آہ آہ کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی پریشان ہوتا ہے، وہ آواز سنائی دی، آپ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے، ایک غار کے اندر سے آواز آرہی تھی۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غار کے اندر چلے گئے اور غار کے اندر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک مجوسی ہے، جو تکلیف میں ہے، مجوسی ستارہ پرست کو کہا جاتا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کے لیے کھانا لے کر آیا کرتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں کھانا لے کر آیا ہوں، آپ یہ کھانا کھا لیجیے، وہ مجوسی فالج زدہ تھا، اس کے ہاتھ کام نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لقمہ توڑا اور اس کے منہ میں ڈالا، اس کی آہ نکلی اور اس نے کہا کہ آج کھانا کھلانے والا بدل گیا ہے، جو پہلے مجھے کھانا کھلاتا تھا آج وہ بدل گیا ہے، پوچھا وہ کیسے کھانا کھلاتا تھا؟ کیسے پتا چلا؟ اس نے کہا کہ وہ جب کھانا کھلاتا تھا، لقمہ توڑتا تھا تو پہلے اپنی زبان پر رکھتا تھا پھر اپنی زبان کے ذریعے میرے منہ میں ڈالتا تھا۔

کیا کہنے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا تھے، سنت پر عمل پیرا تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اس مجوسی سے یہ بات سنی تو لقمہ توڑ کر اپنے

منہ میں رکھا اور اپنی زبان کے ذریعے اس کے منہ میں ڈالا، پھر اس مجوسی نے کہا کہ جس کے ماننے والے ایسے ہوں اس نبی کے کیا کہنے، وہ تو مجھے ہر بار اسلام کی دعوت دیتا رہا، کلمے کی دعوت دیتا رہا، میں فلانی قوم سے ہوں، فلاں قبیلہ سے ہوں، میں آگ کی پوجا کرنے والا ہوں۔

جب بیماری کی نوبت آئی تو میری قوم نے لا کر مجھے یہاں ڈال دیا ہے، کوئی میرے قریب آنے کے لیے تیار نہیں تھا، یہی ایک شخص تھا جو روزانہ میرے پاس آتا، مجھے اپنی زبان کے ذریعے سے مجھے کھانا کھلاتا، میرے منہ میں لقمہ ڈالتا، کھانا کھلانے کے بعد مجھے کہتا کہ کلمہ پڑھ لیجیے، مسلمان ہو جایئے، اس دنیا میں بھی کامرانی ملے گی اور آخرت میں بھی کامرانی ملے گی، میں اسے جھٹلا دیتا، وہ اگلے دن پھر آجاتا، میں پھر جھٹلا دیتا، وہ پھر آتا، میں پھر جھٹلا دیتا، یہاں تک کہ وہ میرے مسلمان ہونے کی حسرت لیے ہوئے اس دنیا سے چلا گیا، مگر میں مسلمان نہیں ہوا۔

آپ ان کے ماننے والے ہیں، آپ ان کے پیروکار ہیں، میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ شخص سچا تھا، آپ بھی سچے ہیں، آپ مجھے کلمہ پڑھا دیجیے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے کلمہ پڑھایا اور وہ مسلمان ہو گیا اور اس کی ایک آہ نکلی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ اس دنیا سے چلا گیا۔

یہ تھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک عمل پر عمل پیرا تھے، یہ واقعہ میں نے استاذ جی مفتی حسن صاحب سے سنا جو میں نے آپ کو سنا دیا، اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## مولانا مفتی ریاض جمیل صاحب

لائق صد علماء کرام، معزز مہمانانِ گرامی، اور قابل صد تکریم صدر مجلس (مولانا محمود الرشید حدوٹی) آج ہم سب مولانا بلال اشرف صاحب کی دعوت پر وقت کے ایک انتہائی اہم موضوع دفاع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہماری ذمہ داریوں کے عنوان سے جمع ہیں، علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد یہاں موجود ہے، یہ لوگ یقیناً اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔

گفتگو کا عنوان دو موضوعات پر مشتمل ہے، جن میں سب سے پہلے دفاع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے، اور اس کے بعد ہماری ذمہ داریاں ہیں، اگر کہا جائے کہ دفاع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خود اللہ کی سنت ہے تو کیا یہ غلط ہو گا؟ یقیناً نہیں اس لیے کہ جب ہم قرآن کریم کے اندر دیکھتے ہیں کہ جگہ جگہ اللہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کا، ان کے افعال کا، ان کے اقوال کا، ان کی سیرت اور کردار کا دفاع کیا ہے۔

سب سے پہلے جن لوگوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کیا، انہیں کہا گیا کہ تم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح ایمان لانے بنو تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم لوگ ان کی طرح ایمان لائیں جیسے بے وقوف لوگ ایمان لائے، تو اللہ تعالیٰ نے اسی لب و لہجے اور انہی الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ تم بے وقوف ہو، گویا کہ صحابہ کرام پر اعتراض کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کا دفاع کیا، دوسرے موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب میدان اُحد میں صحابہ کرام نے اجتہادی طور پر دیکھا کہ فتح ہو گئی ہے، اور وہ اس جگہ سے ہٹ گئے، گھاٹی سے ہٹنے کے بعد فتح شکست میں بدل گئی، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی دیکھی تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی سفارش

کرتے ہوئے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ انہیں معاف کردیجیے،ان سے در گزر کردیجیے،اور معاملات میں ان سے مشورہ کرلیا کریں،صرف ایک دومقامات نہیں بلکہ سینکڑوں مقامات ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کا دفاع کیا،صحابہ کرام کا دفاع کرکے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھایا کہ صحابہ کرام کی کیا عظمت ہے؟اوران کی کیا اہمیت ہے؟

وقت کی قلت کے پیش نظر میں یہی عرض کروں گا کہ صحابہ کرام کا دفاع اللہ کی سنت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بھی سنت ہے،نبی کریم ﷺ جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لا چکے ہیں،صفیں بن چکی ہیں،پوچھا گیا یہ جنازہ کس کا ہے؟ کہا گیا،یارسول اللہ! یہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے،یہ سن کر نبی کریم ﷺ وہاں سے نکل گئے،صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!آپ اس کا جنازہ کیوں نہیں پڑھاتے؟ توآپ ﷺ نے فرمایاانه كان يبغض عثمان یہ میرے عثمان سے بغض رکھتا تھا اس لیے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا جنازہ اللہ کے پیغمبر ﷺ پڑھارہے ہیں،لیکن دشمن صحابی کا جنازہ اللہ کے محبوب نبی ﷺ نے نہیں پڑھایا،اسی لیے آپ ﷺ اپنے بعد آنے والے علماء کی بھی یہ ذمہ داری لگا کر گئے کہ جس طرح صحابہ کرام کا دفاع اللہ نے کیا،رسول اللہ ﷺ نے کیا،اسی طرح علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دفاع صحابہ کرنے والے بنیں،آپ ﷺ نے فرمایا

اذاظهرة الفتن اوالبدع اوسبت اصحابى فليظهرالعالم علمه

جب بدعات ظاہر ہوجائیں،فتنوں کا ظہور ہوجائے اور میرے صحابہ کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو آشکار کرے اورآپ ﷺ نے فرمایا کہ جب

تم دیکھو کہ میرے صحابہ کو گالی دی جارہی ہیں تو ان سوختہ سامان بدبخت لوگوں سے کہو کہ اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے صحابہ کرام کو گالیاں دے رہے ہیں ان پر اللہ کی ،اللہ کے فرشتوں کی،اور تمام لوگوں کی لعنت ہو،یوں نبی کریم ﷺ اپنی امت کو بھی تلقین کر کے گئے اور پھر ہم لوگ ہر جمعہ میں وہ ارشاد رسالت پڑھتے ہیں ،جس میں آپ ﷺ نے فرمایا **اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم من بعدی غرضا** لوگو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا،لوگو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا،میرے بعد تم انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ اور ہدف نہ بنانا۔

صحابہ کرام کو آج تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے، کہیں حب اہل بیت کی آڑ میں، کہیں صحابہ کرام کے باہمی سیاسی اختلافات کی آڑ میں،آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ سے محبت میری وجہ سے ہوگی،میرے صحابہ سے بغض میری وجہ سے ہوگا۔

ایک ارشاد میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت پیدا کردیتا ہے،تو صحابہ کرام جنہوں نے ہمارے تک قرآن پہنچایا، جنہوں نے ہم تک دین پہنچایا، جنہوں نے ہمارے تک پیغمبر کی نماز کا طریقہ پہنچایا، جنہوں نے ہمیں حج کا طریقہ سکھایا، جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے کا امت کو طریقہ بتایا، جنہوں نے حضور کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے گھر بار، جان مال، وطن اولاد ساری چیزوں کی قربانی دے دی وہ صحابہ کرام جنہوں نے دین کی خاطر سب کچھ قربان کیا۔

قرآن کریم اترتا ہوا دیکھا،آسمان سے چاند دو ٹکڑے ہوتے دیکھا،اپنی ساری قربانیاں دے کر صحابہ کرامؓ نے یہ بتایا، کہ ہم اللہ کے دین کے لیے سب قربانیاں

دے کر جارہے ہیں، اگران گواہان نبوت کو مجروح کر دیا گیا، خدا کی قسم نہ ہمارا عقیدہ سلامت رہے گا اور نہ ہی ہمارا ایمان سلامت رہے گا، نہ ہمارا قرآن محفوظ رہے گا۔

جس دور میں ہم رہ رہے ہیں اس دور میں صحابہ کرامؓ پر مختلف طریقوں سے حملہ کیا جارہا ہے، ان کی پگڑیوں میں ہاتھ ڈالا جارہا ہے، ان کی عزت اور آبرو کو مجروح کیا جارہا ہے، ان کے ناموس کو تارتار کیا جارہا ہے، ایسے حالات میں ہم کیا کریں؟ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں یہ ہیں کہ صحابہ کرامؓ پر الزامات لگانے والوں کو علمی انداز میں جواب دیں اور ان کا رد کریں، عوام الناس اور سنی طبقہ کو بتانے والے بنیں، کہ صحابہ کرامؓ کے سیاسی اختلافات کی آڑ میں، حب اہل بیت کی آڑ میں اور جھوٹی تاریخی روایات کی آڑ میں، صحابہ کرامؓ پر جو تبرا کیا جارہا ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تو علمی اور تحقیقی انداز میں ہم اپنے خطبات میں اس کا رد کرنے والے بنیں، ایک ہمارا یہ میدان ہے اور دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم سٹریٹ پاور کا مظاہرہ کریں، یہ لوگ کسی چیز سے خوف زدہ نہیں ہوتے یہ مسلمانوں کی طاقت سے ڈرتے ہیں، اس لیے ہم اپنی مضبوط طاقت کا اظہار کریں، ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان صحابہ نے پاکستان میں دھرنے دے کر اپنے ناجائز مطالبات تسلیم کروائے، تو کیا اہل سنت والجماعت جو اس ملک کا اکثریتی طبقہ ہے وہ اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرکے اپنے مطالبات تسلیم نہیں کرواسکتے؟

کیا ہم پرامن احتجاج، پرامن مارچ کرکے، پرامن ریلیاں نکال کر اپنے مطالبات کو نہیں منواسکتے؟ اللہ اور رسول اللہ سے نہ ڈرنے والے لوگ اگر کسی چیز سے خوف زدہ ہوتے ہیں تو وہ عوامی احتجاج ہے، یہ لوگ گلی کوچہ میں نکل کر صحابہ کرامؓ کی

عظمتوں کے لیے آواز بلند کرنے سے ڈرتے ہیں، توہر مسلمان گلی کوچہ میں نکل کر صحابہؓ کی عظمت کے لیے آواز بلند کرے، ہم ان نکلنے والوں کو حوصلہ دیں، تاکہ وہ ایک نعرہ لگا سکے کہ ہر صحابی نبی جنتی جنتی۔ دشمنان صحابہؓ سامنے سے حملہ کرنے کی بجائے چھپ کر وار کرتے ہیں۔

تیسری ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ جو علماء کرام ناموس صحابہ کرامؓ کے لیے میدان میں کام کررہے ہیں ان کی حفاظت اور سیکورٹی کاانتظام کریں، واللہ یعصمک من الناس کی آیت نازل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ اپنے لیے باقاعدہ حفاظتی حصار قائم کرتے تھے، امیر معاویہؓ کے محافظ ہوا کرتے تھے، نماز کی حالت میں باقاعدہ محراب میں ان کے باڈی گارڈ کھڑے ہوتے تھے، یہ لوگ ہم سب کے لیے مثال ہیں۔

ہم نے کتنے قیمتی ہیرے کھودیے، امیر عزیمت سے لے کر قائد عزیمت مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید تک ہم نے کتنے کتنے قیمتی ہیرے کھودیے، یہ مردہ پرست قوم مرنے والوں کے بعد ان کے لیے تعزیتی کانفرنسیں کرتی ہے، ان کی محبت کے دعوے کرتی ہے، زندگی میں کتنے لوگ ہیں جو عزیمت کی راہ پر چل رہے ہوتے ہیں، تنہا، اکیلے چل رہے ہوتے ہیں، کوئی ساتھ دینے والا، کوئی حوصلہ افزائی کرنے والا، کوئی ان کی مدد کرنے والا، کوئی انہیں سیکورٹی فراہم کرنے والا، تعاون فراہم کرنے والا نہیں ہوتا، توآج جو لوگ دفاع صحابہ کے لیے کام کررہے ہیں ان کی حفاظت کرنا میری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔

پنجاب اسمبلی میں ایک بل پاس کیا گیا ہے، جسے تحفظ بنیاد اسلام کہا جاتا ہے، ہمیں یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ اس بل کو جلد از جلد قانونی حیثیت دی جائے۔

## مولانا فہیم الحسن تھانوی صاحب

محترم حضرات گرامی قدر علماء کرام! بہت ہی نسبتوں والے مولانا بلال اشرف صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے آج کی اس محفل کو سجایا اور مجھے اور آپ سب کو یہاں جمع کیا، وقت مختصر ہے اور میں دو تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب کی شہادت اور حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب کی وفات یہ دو بہت بڑے سانحے ہیں، اہل علم کا اس دنیا سے اٹھ جانا اور اہل علم میں بھی وہ کہ جو بہت بڑی شخصیات تھیں، مولانا عبدالحلیم چشتی بڑے عالم تھے، بڑی شخصیت کے مالک تھے، مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب بھی باوجودیکہ خود بھی مولوی تھے اور مولوی کے بیٹے تھے، مدرسے سے وابستہ تھے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے جس طرح اپنے آپ کو علوم کے اندر سمویا اور پھر جس مرتبہ پر اللہ نے انہیں فائز کیا اس پر بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ این سعادت بزور بازو نیست اللہ تعالیٰ ہی جس کو یہ مقام عطا فرمادے اور ایک بات ان کے حوالے سے آگے چل کر اور عرض کروں گا۔

دوسری بات یہ کہ اس سال محرم کے مہینے سے پہلے، محرم کے آغاز سے لے کر آخیر تک بکواسات کا اور بدزبانیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا اور جس انداز میں اس سلسلہ کو سپورٹ کیا گیا سوشل میڈیا کے اوپر اور پھر یہی نہیں کہ وہ چیزیں سوشل میڈیا پر پھیل کر سامنے آئیں بلکہ جیسی امید تھی اور ہم نے جو چیز سوچی تھی کہ حالات بہت بدل چکے ہیں، مساجد کی نماز بند ہو سکتی ہے، آپ سلام پھیریں تو آپ کے پیچھے پولیس والے کھڑے ہو کر آپ کو دھکے دے کر وہ لوگ جو سنتوں کے لیے نیتیں باندھیں ان کو دھکے دے کر مسجد سے نکال دیں کہ مسجد میں صرف فرض نماز ادا کرنے کے علاوہ کسی اور چیز کی اجازت نہیں ہے، اس ملک کی فوج اور اس ملک کی

پولیس اس قدر مستعد ہو کہ ایک ایک مسجد کا وہ خیال کر رہی ہو کہ یہاں سے کرونا نہ پھیلے تو ہمیں امید تھی کہ ایسے کیڑوں کو، ایسے کھٹملوں کو اور ایسے پسوؤں کو نکال کر ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا کہ تم نے کس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں دیدہ دلیری کی، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس پر جس طرح ایکشن لینا چاہیے تھا وہ نہیں لیا گیا، کسی مقام پر اگر کسی شخص کے خلاف ایف آئی آر کٹی تو اس کے لیے سہولت کاری کی گئی اور اسے ملک سے بھگا دیا گیا۔

آپ یہاں کسی سوسائٹی میں رہتے ہیں، بحریہ ٹاؤن ہے اور فلاں ٹاؤن ہے، آپ کہتے ہیں کہ بہت اچھی سوسائٹی ہے، لیکن اگر اس سوسائٹی کا کوئی گٹر بند ہو جائے تو پتا چلتا ہے کہ اس سوسائٹی نے اپنے ان گٹروں میں کس قدر غلاظت بھری ہوئی ہے، تحفظ بنیاد اسلام بل کے بارے میں یوں سمجھیے کہ اصل میں وہ ایک رکاوٹ تھی، ان کی غلاظت پریس کانفرنس کی صورت میں باہر آئی، جس میں انہوں نے اپنے عقائد اور نظریات کو واضح طور پر کھول کر بیان کیا۔

میں واضح طور پر یہ بات عرض کرتا ہوں کہ مجھے کسی کے عقیدے سے کوئی تکلیف نہیں ہے، یہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں کیا جذبہ رکھتے ہیں، امہات المومنین، بنات النبی کے بارے میں ان کا کیا نظریہ ہے، حضرت علی کی الوہیت کے بارے میں ان کے کیا عقائد ہیں، نہ ہی مجھے اس سے کوئی تکلیف ہے اور نہ ہی میں ان سے اس پر کوئی بات کرنا چاہتا ہوں، اس لیے کہ بات وہاں ہوتی ہے جہاں پر کوئی دلیل ہو اور جہاں پر کوئی بنیاد ہو، لیکن تمہیں اگر یہ کام کرنا ہے تو تم اپنے گھر میں بیٹھ کر کرو، اپنی عبادت گاہ میں بیٹھ کر کرو، چوکوں کے اوپر، سڑکوں کے اوپر اور سوشل میڈیا کے اوپر کھڑے ہو کر تمہیں یہ کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

وہی بات ہے جو میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ مولانا عادل خان صاحب مسند حدیث چھوڑ کر تبت سنٹر (کراچی) میں کنٹینر پر کھڑے ہو کر للکار رہے ہیں، یہ مولانا عادل خان صاحب کا مزاج نہیں تھا، کیا وجہ ہے کہ مولانا تقی عثمانی صاحب جب ایک میٹنگ سے اٹھنے لگے تو انہوں نے یہ بات واضح طور پر فرمائی، جیو کے جرگہ میں مولانا حنیف جالندھری صاحب نے واضح طور پر یہ بات فرمائی کہ اس ملک کا امن وامان ناموس صحابہ کی بنیاد پر ہے، اگر آپ کا خیال یہ ہو کہ ناموس صحابہ پر لوگ بکواس کرتے رہیں، صحابہ کرام کے بارے میں لوگ اپنی زبانیں کھولتے رہیں، پھر ملک میں امن وامان ہو تو معاف کیجیے گا اس بنیاد پر ہمیں امن وامان نہیں چاہیے۔

ایک میٹنگ میں ایک حکومتی ذمہ دار نے کہا کہ الحمدللہ اس بار ملک میں امن وامان قائم رہا، ہم نے کہا کہ انہوں نے پوری کوشش کی کہ امن وامان تباہ و برباد ہو جائے، ہمارے تحمل کی وجہ سے یہ امن وامان قائم رہا اگر ہمارا تحمل نہ ہوتا تو یہ امن وامان بھی قائم نہ رہتا۔

جو باتیں صحابہ کرام کے بارے میں کی گئی ہیں وہ باتیں میں اپنے ماں باپ کے بارے میں سننا گوارا نہیں کرتا، جو سوالات کیے جا رہے ہیں ان کا جواب دینے میں کسی کو برا نہ لگے، اصل بات یہ ہے کہ کوئی وحدت امت کے نام پر سہولت کار بن گیا، حالانکہ یہ بات طے ہو گئی تھی کہ لاہور پریس کلب کی کانفرنس میں اہل تشیع نے اپنا عقیدہ اور اپنا نظریہ کھل کر بیان کر دیا تھا، اب جب تک وہ اس چیز سے معذرت نہیں کرتے، واپس نہیں آتے ان کے ساتھ کوئی نہیں بیٹھے گا، لیکن کیا کروں کہ بت خانے کو اگر صنم ملتے ہیں تو وہ بھی خانہ کعبہ ہی سے ملتے ہیں، میں کیا کروں، کچھ اپنے ہی ساتھی جا کر وحدت امت کے نام پر ان کے سہولت کار بن گئے۔

پھر جن سے امید تھی کہ وہ میدان میں اتریں گے وہ بھی میدان میں نہیں اترے، باوجود اس کے جب انہیں دعوت دی گئی انہیں بلایا گیا توانہوں نے شرکت کے لیے ایک معمولی سے نمائندہ کو بھیج دیا،اس کے بعد بار بار بلانے کے باوجود نہ اس طرف کوئی توجہ ہے اور نہ ہی کوئی تعاون ہے، بلکہ توجہ کسی اور طرف ہے، پھر کیا کریں مولانا تقی عثمانی صاحب اپنی مسند حدیث چھوڑ کر میدان میں آئے، مولانا ڈاکٹر عادل خان اپنی مسند حدیث چھوڑ کر میدان میں آئے، پھر ملتان میں قاری محمد حنیف جالندھری اپنی مسند حدیث چھوڑ کر میدان میں آئے، پھر یہ لوگ میدان میں نکلے۔

بات یہ ہے کہ ہماری ترجیحات مختلف ہیں، کہیں ہم نے ان سے کوئی فائدہ لینا ہے اور کہیں کوئی فائدہ لینا ہے، لیکن جنہوں نے فائدہ صحابہ کرام سے لینا ہے، جنہوں نے فائدہ نبی کریم ﷺ سے لینا ہے وہ جانیں ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں اترے ہیں،

آپ کہتے ہیں کہ لائحہ عمل طے ہو گیا، ضابطہ اخلاق طے ہو گیا، معاف کیجیے! اگر میں واضح الفاظ میں عرض کروں تو یہ لائحہ عمل اور ضابطہ اخلاق ایک لالی پوپ ہوتا ہے، ایک چوسنی ہوتی ہے جو روتے ہوئے بچے کو چپ کروانے کے لیے اس کے منہ میں ڈالی جاتی ہے، وہ اسے چوستا ہے اور رونا بند کر دیتا ہے۔

ہم نے ۱۱۸کتوبر کا پروگرام ملتوی نہیں مؤخر کیا ہے صرف اس لیے کہ آپ نے ضابطہ پر دستخط کرواتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ ہم قانون سازی کریں گے، ہمیں قانون سازی چاہیے اور اس پر مؤثق عمل داری چاہیے، اس وقت میدان میں نکلنے کی ضرورت نہیں ہے، اس وقت ضرورت ہے اپنے کو تیار کرنے کی، اپنے کو مضبوط کرنے کی، جب ضرورت پڑی میدان میں نکلنے کی تو ہم بھی نکلیں گے۔ ☆

## مولانا محمود الرشید حدوٹی

محترم حضرات علماء کرام! سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں برادر محترم مولانا بلال اشرف صاحب کا جنہوں نے اس صدماتی گھڑی میں بہت سارے علماء کرام کو جمع فرمایا، ان میں مولانا عبدالرؤوف فاروقی صاحب حفظہ اللہ، مولانا فہیم الحسن تھانوی صاحب دامت برکاتہم، اور علماء کرام کی ایک بہت بڑی تعداد یہاں پر موجود ہے، سارے حضرات ہم سب کی آنکھوں کے تارے ہیں، صدماتی کیفیات اس وقت سب پر طاری ہیں۔

جن لوگوں نے ناموس صحابہ پر کام کیا یا کسی بھی درجہ میں اس مشن سے ان کا تعلق ہے انہیں معلوم ہے کہ یہ کتنا مشکل کام ہے، مصائب وآلام کی گھاٹیاں عبور کرنا پڑتی ہیں، سنگلاخ چٹانوں کو عبور کرنا پڑتا ہے، مشکل ترین حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مگر اللہ ہمارے اکابرین کو، ہمارے اسلاف صالحین کو جزائے خیر عطا فرمائے، کہ وہ لوگ مصائب وآلام برداشت کر گئے، سخت چٹانوں سے ٹکرا گئے، مگر پیچھے نہیں ہٹے، عزیمت کے راستوں پر چلے اور چلتے رہے۔ کہیں تھک کر ہارے نہیں اور کہیں تھک کر بیٹھے نہیں، چلتے رہے۔

اقتضائے حال کے مطابق جس چیز کی ضرورت پیش آئی اس کے مطابق کام کرتے رہے، دشمنان اسلام سے مناظروں کی ضرورت پیش آئی تو مناظرے کیے، مباحثوں کی ضرورت پیش آئی تو مباحثے کیے، مقابلے کے میدان میں بھی ہمارے اکابرین نے مقابلہ کیا اور ڈٹ کر میدان میں کھڑے رہے، علمی اسلحہ سے مقابلہ کیا، یوں الحمد للہ ہم تک یہ سلسلہ پہنچا۔

گزشتہ سال کی بات ہے، یہی ایام گزر رہے تھے جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ وزیراعظم پاکستان (عمران خان) نے حضرات صحابہ کرامؓ کو بزدل قرار دیا تھااور کہا تھا کہ صحابہ کرامؓ بزدل لوگ تھے اس لیے میدانِ بدر میں تھوڑے لوگ تھے، اس کے ردِعمل میں اصحاب خطابت خطابت کے ذریعے اس کا جواب دیتے رہے، جواحباب صاحبان تحریک ہیں وہ تحریکوں میں اس بات کواٹھاتے رہے، تحریک لبیک یارسول اللہ کے دوجوان کامیاب ہوکر سندھ اسمبلی میں پہنچے، انہیں دادِتحسین پیش کرناچاہیے کہ انہوں نےاسمبلی میں حق اداکردیا، کہ اس طرح دشمنان صحابہ کوجواب دیاجاتاہے۔

اسی طرح وزیراعظم پاکستان عمران خان نے باتوں باتوں میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں ایسے جملوں کااستعمال کیاجوکسی بھی طور نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس کے مطابق نہیں تھے، نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے خلاف بات کرنے کے رد میں علماء کرام نےاسمبلی میں آوازاٹھائی۔

امسال جب دشمنانِ صحابہ کرامؓ نے محرم الحرام میں مختلف مقامات پر صحابہ کرامؓ کے خلاف گستاخی کاارتکاب کیا، تبرابازی کی تواس کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کی گئی ہمارے جواکابرین اسمبلیوں میں ہیں انہوں نےاسمبلی فلورپر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کادفاع کیا۔

گزشتہ سال جب وزیراعظم عمران خان نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی کا ارتکاب کیاتواس فقیر (حدوٹی) نے شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پرماہ نامہ آب حیات کاایک نمبرشان صحابہ کے عنوان سے شائع کیا، پھراس سے اگلی اشاعت میں فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عنوان سے دوسرانمبر شائع کیا، اب جب کہ گستاخان صحابہؓ نے صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرابازی کی، دشنام طرازی کی تو اب اس فقیر نے السیف المسلول علی شاتم اصحاب الرسول تحریر کی۔

اس سال تو دشمنان صحابہ کرامؓ کی طرف سے ایسی ترتیب تھی کہ حضرات صحابہ کرام کو علی الاعلان، برسرعام دشنام گیا، ان پر سب و شتم کی گئی، ان کی شرعی عظمتوں کو پائمال کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی، تو ہمارے علمائے حق نے جگہ جگہ اس پر آواز اٹھائی۔

مگر افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اکبری دربار میں ابوالفضل اور فیضی بن جاتے ہیں اور وہ بجائے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے اپنے ہی علماء کرام کے خلاف زبان درازیاں شروع کر دیتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ سیاسی درباروں سے انہیں خیرات ملتی ہو گی، سیاسی درباروں سے انہیں نوازا جاتا ہو گا، لیکن اس وقت دل زخمی ہو جاتا ہے جب درباری قسم کے لوگ ابوالفضل فیضی کا کردار ادا کرتے ہیں۔

رحمتِ کائنات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک لائحہ عمل دے دیا، فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب کچھ لوگ میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیں گے خبردار! ان کے ساتھ کھانا نہ کھانا، ان کے ساتھ محفل آرائی نہ کرنا اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرنا، مگر افسوس ہماری عزت، ہماری عظمت اور ہمارا بھرم تب ہی اقائم رہتا ہے جب ہم دشمنان صحابہ کو اپنے لیے کسی بھی درجہ میں مفید سمجھتے ہیں، اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اپنے لوگوں کا دل ٹوٹتا ہے جو لوگ اس محاذ پر سرگرم عمل ہیں ان کی دل شکنی ہوتی ہے، ان کے ایمانی جذبات کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔

اس لیے جو ساتھی کام کر رہے ہیں اور جس درجے میں بھی کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں، بعض اوقات آدمی سوچتا ہے کہ جی ہمارے پاس تو افرادی قوت نہیں

ہے، ہمارے ساتھ تولوگ نہیں ہیں، ہم اکیلے لوگوں کی کیاآواز ہے ؟لیکن اللہ جل جلالہ اس آواز میں ضرور تاثیر پیدافرمائے گا۔

میں نے تاریخ عزیمت کتاب لکھی،جو ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے، میں اس وقت حیران ہوا جب میں نے دیکھا کہ ہانگ کانگ کی مسجد کے خطیب نے منبرپر میری کتاب لہرا کر مجمع سے کہا کہ آپ سب لوگ یہ کتاب پڑھیں، تو مجھے ایک گوناخوشی ہوئی کہ دیکھو دیارِ غیر میں بھی اس کتاب کی آواز سنی گئی ہے۔

توآپ لوگ کام کرتے رہیں،اللہ جل جلالہ دیر اور دور کے لیے اس کام کو قبول فرمائے گا، جیسے پہاڑوں پر جنوری فروری،مارچ کے مہینے میں برفباری ہوتی ہے تواس سردی کے اثرات اللہ تعالیٰ صحراؤں میں بھی پہنچاتے ہیں،اسی طرح جب صحراؤں میں جون جولائی اگست میں گرمی پڑتی ہے تواس گرمی کے اثرات پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی اللہ پاک پہنچاتے ہیں،توہر کام کے اثرات ہوتے ہیں،چھے کام کے چھے اثرات اور برے کام کے برے اثرات ہوتے ہیں ا۔

ہم نے اخلاص کے ساتھ ،للہیت کے ساتھ ،نمود ونمائش سے پاک ہو کر اپنے اکابر کی اتباع میں کام کرتے رہنا ہے، جس طرح کالائحہ عمل ہمارے اکابر ہمیں دیں اس کے مطابق کام کرتے چلے جانا ہے،ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت شامل ہوتی ہے،کام میں برکت آتی ہے۔

بسااوقات ترتیب اس طرح کی ہوتی ہے کہ ہماری عقل وفہم میں وہ بات نہیں آتی،انسانی فہم وفراست کا جتنا پیمانہ ہو گا اتنی ہی بات سمجھ میں آئے گی، جس کا پیمانہ افہام وتفہیم زیادہ ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی کھوپڑی میں،اس کے دماغ میں بات زیادہ ڈالیں گے ،اور جن لوگوں کے تجربات زیادہ ہیں ہم ان سے استفادہ ہی کر سکتے ہیں،اختلافِ

رائے کا اظہار کر سکتے ہیں، مگر اختلاف رائے کی آڑ میں ہم بےادبی ، بے اکرامی، بد تمیزی اور گستاخی کا ارتکاب نہیں کر سکتے، ایسے معاملات سے ہم دور رہیں، ایسا کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ دل پھٹ جاتے ہیں، دل زخمی ہو جاتے ہیں

جَرَاحَاتُ السِّنَان لَهاالتِّيَامُ
وَلَايَلتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَانُ

اور ادب کے دائرہ میں رہ کر ہم اپنا احتجاج ریکارڈ کروائیں تو بہتر ہے، ہمیں اپنے کام اور مشن کی تکمیل کی بے قراری اور بے چینی ہونا چاہیے، حضرت مولانا محمد الیاس دھلوی رحمۃ اللہ علیہ رات کی تاریکی میں اپنے بستر سے اٹھ کر باہر گھر کے صحن میں ٹہلنے لگے، کافی دیر ہوگئی تو بیوی اٹھ کر پتہ کرنے باہر نکلیں تو دیکھا کہ وہ گھر کے آنگن میں بے چینی، بے قراری سے ٹہل رہے ہیں، تو گھر والی نے پوچھا کہ آپ کو کیا بے چینی ہے؟ تو فرمانے لگے جو بے چینی اور بے قراری مجھے ہے اگر تجھے بھی یہی ہو تو گھر کے آنگن میں ٹہلنے والا ایک نہ ہو بلکہ دو ہو جائیں، تو ہم نے اپنی اس بے چینی کو، بے قراری کو، اس ناصبوری کو ساتھ لے کر آگے کی سمت بڑھنا ہے، اور دن رات اپنے کام پر توجہ دینا ہے، تو اللہ جل شانہ سارے کاموں کو بہتر کر دے گا، ہمارے حوصلے بھی اللہ بڑھائے گا اور کام کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

ہمارے مولانا عبد الرؤف صاحب تشریف فرما ہیں، وہ ناموس صحابہ کرامؓ پر پروگرام کی تیاری میں ہیں، پہلے میرے دل میں بڑا انقباض پیدا ہوا کہ کراچی اور ملک بھر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں کی جانے والی گستاخی کے خلاف ہمارے لوگ صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں، اپنا احتجاج ریکارڈ کروا رہے ہیں جب کہ ہم نے ایک بند کمرے میں سیمینار کر کے اطمینان کر لیا کہ ہم نے کام کر لیا ہے، ادب کے دائرے

میں میں نے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا ہی تھا کہ ان حضرات کی طرف سے ایک بھرپور دفاعِ صحابہ مہم کا آغاز کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جہاں کمی بیشی دیکھی جائے وہاں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہیے تاکہ پتا چلے کہ روٹی منہ سے کھائی جاتی ہے، کانوں کے ذریعے نہیں کھائی جاتی، جو لوگ کسی بھی شکل میں کام کر رہے ہیں اور وہ لوگ فون کر کے آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم اپنی خدمات پیش کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں پر دستِ شفقت رکھنا چاہیے، چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ بڑوں کا اِکرام اور اَدب بجالائیں جب کہ بڑوں کی بڑائی اور عظمت یہ ہے کہ وہ چھوٹوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھیں، ان کا حوصلہ بڑھائیں، انہیں ہمت دلائیں، جب بڑے چھوٹوں پر دستِ شفقت رکھیں گے، چھوٹے بڑوں کا ادب بجالائیں تو پھر ان شاءاللہ یہ کام آگے بڑھے گا، ایک ایک ہی ہوتا ہے مگر جب یہ ملتے ہیں تو گیارہ کا عدد بن جاتا ہے۔

اتحاد اور اتفاق کی فضا برقرار رکھنا بہت ہی ضروری ہے، اتحاد و اتفاق کے باعث دشمنوں کے دلوں پر دھاک بیٹھ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتحاد، اتفاق، یک آہنگی، یک جہتی کی توفیق عطا فرمائے۔

میں مولانا بلال اشرف صاحب کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے یہ گلشن سجایا، ہمیں یہاں یکجا کیا، جس لائبریری میں ہم یہاں یہ پروگرام کر رہے ہیں اس میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتابیں اور تصانیف سجائیں، اللہ تعالیٰ مولانا کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اللہ تعالیٰ حکیم الامت کا فیضان تاقیامِ قیامت جاری وساری رکھے، اور اس مشن میں کام کرنے والے لوگوں کو اللہ برکات سے مالا مال فرمائے۔

# مولانا عبد الرؤف فاروقی صاحب

صدر محترم(مولانا محمود الرشید حدوٹی) واجب التکریم علماء کرام، خطبائے عظام اور ائمہ مساجد: مولانا بلال اشرف صاحب نے تین عنوانات پر اس اجتماع کا اہتمام فرمایا،ایک تو خراج تحسین پیش کرنا ہے مولانا ڈاکٹر عادل خان شہیدؒ کو،اسی طرح استاذ العلماء مولانا عبد الحلیم چشتیؒ کو،ان کی شہادت سے اور ان کی وفات سے علم کی دنیا میں شاید یہ خلا کبھی بھی پورا نہ ہو سکے، لیکن ان کا مشن موجود ہے،ان کا نصب العین موجود ہے،انہوں نے ہمارے لیے جس راستے کو تعین کیا،جس راستے کی نشاندہی کی،وہ راستہ ہمارے سامنے بڑا واضح ہے،اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کے اس اجتماع کا عنوان ہے دفاع صحابہ اور اہل بیت، میں آپ کے علم میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا،ایک طالب علم ہوں، علماء نے بہت علمی گفتگو کی ہے اور ایمان افروز گفتگو کی ہے،اس وقت یہ ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ قریہ قریہ بستی بستی صحابہ کرامؓ کے فضائل بیان کیے جائیں،ان کے ناموس کا،ان کی عظمت کا تذکرہ کیا جائے،اس کی وجہ بڑی واضح ہے،ویسے تو پورا قرآن بھرا پڑا ہے، سرکار دو عالم ﷺ کی ان گنت احادیث ہیں، جو صحابہ کرام کی فضیلت میں ہیں،اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے ایمان قبول کیا اور مال خرچ کیا ان سب کے لیے اللہ نے جنت واجب کر دی ہے،اسی طرح اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے، نیک اعمال کیے، ہجرت کی، راہ خدا میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا، جن لوگوں نے مہاجرین کو ٹھکانہ دیا اور ان کی نصرت کی یہی سچے پکے اہل ایمان ہیں۔

صحابہ کرام کی ایک جماعت وہ ہے جسے ہم مہاجر کہتے ہیں جو اپنا گھر بار مکہ میں چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آئے،اور ایک جماعت وہ ہے جنہیں ہم انصار کہتے ہیں، انصار مدینہ کے رہنے والے تھے،اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ان دونوں جماعتوں کا ذکر کیااور فرمایا کہ یہ لوگ سچے مومن ہیں۔

۲۳جولائی ۲۰۲۰ء میں پنجاب اسمبلی میں تحفظ بنیاداسلام کے نام سے ایک بل پیش ہوا، یہ بل متفقہ طور پر منظور ہوا،اسے قانون بننا ہے یا نہیں بننا، مجھے معلوم نہیں، لیکن اہل تشیع کی طرف سے اس بل پر رد عمل یہ آیا،یہ رد عمل اس بل کے خلاف نہیں آیابلکہ صحابہ کرام کے خلاف آیاہے، کہ ہم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں، ہم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

چھ سوالات اٹھائے گئے،ان میں ایک بات یہ کی گئی کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ کے فیصلے کی شرعی حیثیت نہیں مانتے، یہ ہم سیدنا ابو بکر صدیق کو امیر المومنین، خلیفہ بلافصل، خلیفہ برحق، وصی رسول اللہ مانتے ہیں، پوری دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت ابو بکر صدیق کے بارے میں یہی ایمان رکھتی ہے، مگر اہل تشیع کی طرف سے ان کے بارے میں کہا گیا کہ العیاذ باللہ وہ غاصب تھے، ایک تو حضرت علی کی خلافت کا حق انہوں نے غصب کر لیا، دوسرا باغ فدک پر حضرت فاطمہ کا موروثی حق تھا جو انہیں دینے کی بجائے انہوں نے اپنے تصرف میں رکھا۔

پھر یہ کہا کہ ہم حضور ﷺ کی صرف ایک بیٹی مانتے ہیں، ہم آپ ﷺ کی تین بیٹیاں تسلیم نہیں کرتے اس لیے ہمیں ان کا احترام کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

پھر کہا گیا کہ آپ خلافت کی بات کرتے ہیں ہم تو امامتِ معصومہ کے قائل ہیں، ہم ان کے نام کے ساتھ علیہم السلام لکھیں گے، ہم انہیں نبیوں کے برابر بلکہ

ایک نے کہا کہ ہم انہیں نبیوں سے بھی بلند مقام پر سمجھتے ہیں۔

یہ کہا گیا کہ ہم ام المومنین سیدہ کائنات حضرت عائشہ کا احترام نہیں کر سکتے، آگے بڑھ کر پھر حضرت سیدنا معاویہ اور حضرت سیدنا ابوسفیان پر تبرا کیا گیا، یہ ایک سلسلہ چلا ہے، اس پر اہل سنت کی طرف سے ایک ردعمل دیا گیا ہے۔

یہاں یہ کہا گیا ہے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ ان اعتراضات کا جواب پڑھیں، اسے اپنے ذہن میں بٹھائیں، سوشل میڈیا نے اعتراضات ایک ایک بندے تک پہنچا دیے، گھروں میں عورتیں سنتی ہیں، بچے سنتے ہیں، یہاں تک کہ ڈیروں پر لوگ سنتے ہیں، جن کے پاس پیکج والا موبائل ہے اس تک یہ اعتراضات پہنچ رہے ہیں، یوں اس سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات ڈالے گئے ہیں، آپ لوگوں کے پاس کوئی کم سرمایہ نہیں ہے۔

مولانا ریاض جمیل صاحب موجود ہیں، مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب موجود ہیں، صحابہ کرام پر کیے جانے والے اعتراضات کوئی نئے نہیں ہیں، بیس اکیس سوالات ایسے ہیں جو ہمیشہ کیے جاتے رہے ہیں، ہم ان کو اعتراضات نہیں سمجھتے بلکہ الزامات سمجھتے ہیں اور اہل سنت کے علماء نے ان کے جوابات بھی دیے ہیں، علم کے ساتھ اور دلیل کے ساتھ۔

ہمارے اسی ہندوستان میں اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء دو حصوں میں لکھوائی اس کے نام سے ہی واضح ہے، کہ خلفاء کی خلافت پر جو خفاء ہے اس کا ازالہ کرنا، پھر کوئی بہت مشکل نہیں رہ گیا، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی اثناء عشریہ کا اردو ترجمہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد میں اور آپ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کو اپنا روحانی باپ

سمجھتے ہیں،ان کی کتاب اجوبہ اربعین ہے، ہدیۃ الشیعہ ہے،اجوبہ اربعین نام سے ہی ظاہر ہے کہ چالیس جوابات ہیں، صحابہ کرام پر کیے گئے مطاعن کے، پھراس کے بعد جو مشاجرات کا معاملہ ہے، قصاص عثمانؓ کے حوالے سے، دو جنگیں ہوئیں، جنگ جمل، جنگ صفین پھران کی کوکھ سے جنگ نہروان نے جنم لیا،اس کے نتیجے میں حضرت علی المرتضیٰؓ شہید کر دیے گئے اور پھر بیس برس بعد واقعہ کربلا رونما ہوا اور نواسہ رسول شہید کر دیے گئے۔

یہ سب کچھ ہمارے لیے ایک مقدس تاریخ ہے،اس کے پیچھے سرور دوعالم ﷺ کی احادیث ہیں، قرآن مجید کی آیات ہیں،آپ ان چیزوں کا مطالعہ کریں، یقین جانیے ان شکوک وشبہات کی وجہ سے ایمان ضائع ہو رہے ہیں، خصوصاً نوجوانوں کے ذہن میں، نوجوان اہل بیت کی محبت میں ذاکر کی تقریر سنتا ہے،اور ذاکر کے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ صحابہ کرام کے بغض کا اظہار کرتا ہے، مگران کے سینوں میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

تو میری ذمہ داری کیا ہے؟ آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟ جہاں تک تعلق ہے حکومت سے لڑنے کا تو میں اتنی بات عرض کرتا ہوں کہ یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، اگر اس میں امن رہے گا تو صحابہ کرام کے نام سے رہے گا اگر اس میں بدامنی پیدا ہو گی تو صحابہ کرام پر تبرا بازی کی وجہ سے، اگر صحابہ کی عزت وعظمت محفوظ رہی تو ہم امن کے ذمہ دار ہیں، اگر صحابہ کرام کی عزت اور عظمت محفوظ نہ رہی تو ہم امن کی ضمانت نہیں دے سکتے۔

## مولانا بلال اشرف صاحب

میں اپنے علاقہ کے تمام آنے والے علماء کرام کا شکر گزار ہوں جو ہماری دعوت پر اپنی گوناں گوں مصروفیات چھوڑ کر تشریف لائے، اگر میں سب کا فرداً فرداً نام لے کر شکریہ ادا کروں تو کافی وقت لگ جائے گا، اس وقت واقعتاً امت کا ہر فرد تعزیت کا مستحق ہے، کہ ایک دوسرے سے تعزیت کی جائے، حضرت مولانا نظیر الحسن صاحب اور مولانا فہیم الحسن صاحب نے ذکر کیا کہ ہمارے حضرت مولانا عادل خان صاحب کے ساتھ خاندانی تعلقات تھے، مولانا عادل خان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سعادت بخشی۔

مولانا عادل خان شہید عمر کے جس حصہ میں تھے اس سے آگے کتنے سال اور گزر جاتے، چند سال ہی مزید زندگی مل سکتی تھی لیکن بالآخر انہوں نے جانا ہی تھا، مگر ان چار مہینوں میں ڈاکٹر عادل نے جو کام کیا وہ چار صدیوں میں بھی نہیں ہوتا، وہ چار صدیوں جتنا کام کر گئے ہیں، مجھے آج بھی ان کے الفاظ یاد آرہے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا مسئلہ صرف سپاہ صحابہؓ کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ ہر اس بندے کا مسئلہ ہے جس نے لاالہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ پڑھا ہے، یہ ہر بندے کا مسئلہ ہے ہم اسے کسی جماعت کے ساتھ منتھی نہ کریں، اس مسئلہ کو کسی خاص ترازو میں نہ رکھیں، یہ ایمان کا مسئلہ ہے، بلکہ یہ ہماری ذمہ داریوں میں شامل مسئلہ ہے۔

آج ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے بچے سے انگریزی کی نظم سن لو، وہ آپ کو نظم سنائے گا، مگر آج ہمارے بچوں کو باغ فدک کے بارے میں پوچھو تو انہیں اس معاملے کا علم ہی نہیں ہے، آج ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو، اپنے آل اولاد

کو عظمت صحابہؓ کا سبق یاد کروائیں،ان کے دل ودماغ میں صحابہ کے تذکرے بٹھائیں اور انہیں یاد دلائیں کہ صحابہ کون تھے اور انہوں نے اسلام کی اشاعت وترویج میں کس قدر قربانیاں دی تھیں۔

یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اولادوں کو صحابہ کرامؓ کی محبت، صحابہ کرامؓ کی اطاعت، صحابہ کرامؓ کی پیروی کا سبق سکھائیں، ہم اس عنوان پر اتنی محنت کریں کہ درو دیوار پکار اٹھیں اور بولیں کہ صحابہ، صحابہ، صحابہ، صحابہ، شجر وحجر بولیں صحابہ صحابہ

جس طرح آپ حضرات نے میری سرپرستی کی، مولانا یونس صاحب نے سرپرستی کی، مولانا محمود الرشید حدوٹی ہمہ وقت آن لائن سرپرستی فرماتے رہتے ہیں، ان شاء اللہ بہت جلد ہم ایسا کام شروع کررہے ہیں کہ آپ کو یہاں ہر طرف عظمت صحابہ کا کام ہوتا ہوا نظر آئے گا،ان شاء اللہ آپ کو ہماری نسلوں میں،ہماری اولادوں میں عظمت صحابہ کے ترانے گانے والے دکھائی دیں گے۔

ان شاء اللہ ہمارے محلوں میں،ہمارے گلی کوچوں میں آپ کو صحابہ کرام کی محبت دکھائی دے گی، صحابہ گلشن نبوت کے پاسبان تھے،وہ باغ نبوت کے پھول تھے، صحابہ کرام کے بغیر ہماری زندگی فضول ہے۔